جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

ید اللہ علی الجماعۃ (ترمذی)

لا جماعۃ إلا بامارۃ (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

بانی: محدث العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بنیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

مدیر مسؤل: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 58 شمارہ 3 جمعۃ المبارک 24 تا 30 جنوری 2014ء

فون: 042-37656730 فیکس: 042-37659847

مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

حضرت ابوحرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الا لا تظلموا، الا لا یحل مال امریء الا بطیب نفس منہ)) ''خبردار! ظلم مت کرو، خبردار! کسی شخص کا مال دوسرے کے لیے اس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔'' [مسند احمد ۵:۷۲]

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی مجبور ولاچار انسان اور بغیر کسی کی دلی رضا کے کسی کا مال کھانا حرام ہے۔ جبکہ موجودہ دور میں یہ دستور چل نکلا ہے کہ لوگ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کون ضرورت اور مجبوری کے تحت اپنا مال سستے داموں فروخت کر رہا ہے۔ پھر اس کی مجبوری کا اندازہ کرکے اس سے سودابازی کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ قیمت گھٹائی جائے اور کثیر منافع حاصل کیا جائے۔ جبکہ شریعت مطہرہ نے اس طرح کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے اور ایسی سودابازی سے منع فرمایا ہے، الا یہ کہ بائع بطیب خاطر کچھ کمی کردے لیکن مشتری اسے مجبور نہ کرے تو اس صورت میں یہ بیع جائز تو ہوگی لیکن مستحسن پھر بھی نہیں ہوگی۔

ہمارے ہاں اکثر مشتری بسا اوقات خود ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ بائع خود اس کے ہاتھوں اپنا مال کم قیمت کے ساتھ فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ایسی فریب کاریوں، جھوٹ، بددیانتی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ایسی سودابازی قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ اسلام نے مسلمان کی مجبوری کو دیکھ کر اس سے دھوکہ فراڈ کرنے کی بجائے صلہ رحمی کرنے کا درس دیا ہے۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس WWW.jaamia.com

درس حدیث

مولانا عبد اللطیف حلیم

نیکیوں میں جلدی کرنا اور آگے بڑھنا

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ: أَرَأَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَأَیْنَ اَنَا؟ قَالَ: ((فِی الْجَنَّةِ)) فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ كُنَّ فِی یَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن، ایک آدمی نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، یہ بتلائیے! اگر میں کافروں کے ہاتھوں قتل (شہید) ہو جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں" پس اس نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں پھینک دیں پھر (نہایت بہادری سے) لڑا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ [صحیح بخاری حدیث: 4046]

اس حدیث مبارکہ سے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نیکی میں آگے بڑھنا، بلکہ جنت کو حاصل کرنے کے شوق میں ہاتھ سے کھجوریں بھی پھینک کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان کی بازی بھی لگا دینے سے خوب واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ شوق اور جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی لیے تو انہوں نے ہر نیکی کا عمل اختیار کیا اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت کر گئے۔ ہر نیکی، چاہے وہ عام ہو یا معرکہ کارزار اُسے اختیار کرنا بلکہ اس میں جلدی کرنا اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنا صحابہ کرامؓ کا ہی طرۂ امتیاز تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کو یہی حکم دیا ہے ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ "پس نیکیوں کی طرف ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرو۔" [البقرۃ: 148]

اعمال صالحہ میں تاخیر پسندیدہ عمل نہیں بلکہ اس میں بہت جلدی کا حکم ہے۔ جیسا کہ فرمان رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اجر کے اعتبار سے کونسا صدقہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرا اس وقت صدقہ کرنا جبکہ تو تندرست و توانا ہو، مال کی حرص دل میں ہو، تجھے فقر کا ڈر ہو (کہ خرچ کرنے سے مال ختم ہو جائے گا) غنا کی امید ہو اور تو صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کر، یہاں تک کہ جب روح گلے تک پہنچ جائے تو، تو کہے کہ فلاں کے لیے اتنا، فلاں کے لیے اتنا، جبکہ فلاں کا تو وہ ہو چکا۔" [صحیح بخاری رقم الحدیث: 1419]

ان دلائل سے واضح ہوا کہ مسلمان کو ہر حال میں نیکیوں میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ اللہ کی رحمت کے بعد نیکیاں اللہ کے دربار میں کامیاب و کامران بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ
جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
تنظیم اہلحدیث لاہور
مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 4
تفسیر سورۃ الانعام 5
محنت تو کیا کرتی ہے...... 7
سیدنا علی المرتضیٰؓ...... 9

زر تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

اسلام کا نظریہ قانون اور مغربی دانشوروں کا تعصب

دنیا کی ہر ریاست اپنا نظام مملکت چلانے کے لیے ہمیشہ قانون کی محتاج رہی ہے۔ ازمنہ قدیم میں جب بادشاہ وقت کی زبان ہی قانون ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ خطہ ارضی پر بادشاہوں کی مطلق العنانیت کا دور تھا۔ اس دور میں بادشاہ مجرموں کو عبرتناک سزائیں دیا کرتے تھے تاکہ لوگ خوف اور ڈر کی فضا میں زندگی بسر کریں اور بادشاہ وقت کی ناراضگی سے ہر لحہ ڈرتے رہیں۔ معمولی معمولی جرائم پر مجرم کو بھوکے شیر کے سامنے ڈال دینا، خونخوار کتوں کو مجرم کے جسم کو نوچنے اور کھانے کے لیے اس پر چھوڑ دینا کولہو میں پیل دینا، فقہ قانون سازی (Jusisprudence) میں اسے (Deterent theory of Law) یعنی نظریہ زجر و توبیخ کہا جاتا ہے۔

جب انسانی شعور نے ترقی کی اور دنیا سے یکے بعد دیگرے بادشاہوں کا خاتمہ ہوا۔ جمہور نے پوری دنیا میں قربانیاں دے دے کر بادشاہوں سے آزادی حاصل کر لی تو اس دور کی غیر انسانی سزاؤں کا خاتمہ کیا لیکن قانون کے اس پہلو میں وہ توازن برقرار نہ رکھ سکے اور جہاں غیر انسانی سزاؤں کا خاتمہ کیا وہاں ان سزاؤں کے خلاف ردعمل کے طور پر مجرموں کے ساتھ انتہائی نرمی کا برتاؤ کیا۔ اکثر ممالک میں سزائے موت ختم کر دی اور مجرموں کو انتہائی معمولی سزائیں دینا شروع کر دیں۔ (Jusisprudence) یعنی نظریہ امتناعی کو قانون کہا جاتا ہے لیکن عملاً یہ ہوا کہ پہلے لوگ بادشاہوں کی ظالمانہ سزاؤں سے متنفر تھے۔ اگرچہ طوعاً کرھاً ان کی پابندی کرتے تھے لیکن پوری ریاست کے عوام کا ہر وقت خوف میں مبتلا رہنے سے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی تباہ و برباد کرتا رہتا تھا۔ یوں عوام جاہل، اجڈ اور غیر مہذب رویوں کے حامل ہوتے تھے۔ اب ان جکڑ بندیوں سے آزاد ہوئے تو مجرموں کو بھی بے خوف بنا دیا۔ سزائے موت کا خاتمہ ہو گیا، یوں جرائم بڑھ گئے، مجرمانہ ذہنیت کو فضا سازگار ملی تو جس کی لاٹھی اُس کی بھینس جیسے محاورات حقیقت کا روپ دھار کر سامنے آ گئے اور ﴿ظھر الفساد فی البر والبحر﴾ کی کیفیت پیدا ہو گئی اور جرائم پیشہ لوگوں نے شرفاء کا جینا محال کر دیا۔

پہلے کئی صدیاں بادشاہت کے ظالمانہ نظام نے عوام کو اپنے شکنجے میں جکڑے رکھا، اس سے نجات پائی تو صدیوں تک عوام الناس چوروں، ڈاکوؤں اور مجرموں کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرتے رہے۔ جوں جوں تعلیم عام ہوئی، انسانی شعور نے ارتقاء کا سفر طے کیا تو کرۂ ارضی کے بیشتر ممالک میں اہل حل و عقد نے اس انسانی المیے پر غور و فکر کر کے عوام کو ان انسان نما درندوں سے نجات دلانے کے لیے (Reformative

theory of Low) یعنی اصلاحی نظریہ قانون کو رائج کیا جو آج تک دنیا کے تقریباً ہر ملک میں رائج ہے۔ اس نظریئے کے مطابق ریاست اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی پابند ہے لیکن اگر ان بنیادی ضروریات کے مہیا ہو جانے کے بعد بھی کوئی شخص جرم کرتا ہے تو اُسے سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ اکثر ممالک جہاں پر سزائے موت منسوخ کی جا چکی تھی انہوں نے بھی اپنے ممالک میں سزائے موت بحال کر دی۔

اب اسلام کے نظریہ قانون کا جائزہ لیں، اسلام پہلے معاشرے کے ایک ایک فرد کی انفرادی اصلاح کرتا ہے اور یہ اصلاح خارجی نہیں بلکہ قلبی ہوتی ہے ایک مسلمان کے دل میں تقویٰ کی آبیاری کی جاتی ہے، اسے پانچ وقت نماز کا پابند کیا جاتا ہے، جس کی فرضیت کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ سال میں ایک ماہ مسلمان کو سخت تربیتی کورس کرایا جاتا ہے جس کی غرض وغایت بھی تقویٰ ہے۔ بھوک، پیاس اور ضبطِ نفس کی یہ تربیت ہر لمحے اسے خواہشاتِ نفسانی کے منہ زور گھوڑے کو قابو کرنے کی عملی مشق ہی نہیں کراتی بلکہ قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کے ذریعے اس کے اندر بے پناہ روحانی قوت بیدار کرتی ہے، جس کے ذریعے وہ شیطان کے مہلک وار جو جرائم کے ذریعے کرتا ہے اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ امراء پر زکوٰۃ، عشر، صدقۃ الفطر اور مال کے ذریعے قربِ الٰہی کے حصول کی وہ ترغیب دی کہ ایک طرف مال کی محبت جو خصلتِ انسانی ہے اس کے تکاثر کو ختم کیا۔

قرآن مجید نے اس مال کی محبت کو بہت سے انسانی جرائم کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اسے کہیں تو یہ فرما کر کہ حقیقی بھلائی کا حصول چاہتے ہو تو اپنی پسندیدہ چیز یعنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کیے بغیر ممکن نہیں۔ کہیں فرمایا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے؟ کہیں فرمایا کہ یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کتنا مال خرچ کریں؟ تو فرما دیجئے! آپ کی ضرورت سے زائد جتنا مال ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ حج فرض کیا ہے تو اس کے لیے بھی فرمایا کہ سفرِ حج کا بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

اسلام نے ایسی فلاحی ریاست کا تصور قائم کیا ہے جو عقلِ انسانی میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اللہ کی راہ میں اس قدر خرچ کرنے کے باوجود حکم دیا کہ دیکھو کہیں تمہارے پڑوس میں کوئی رات کو بھوکا تو نہیں سویا؟ اسلام نے ایک طرف دولتمندوں کے دل سے دولت جمع کرنے کی حرص چھین کر اس دولت کو محتاجوں پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے تو دوسری طرف محتاج لوگوں کے دل میں دولت مندوں کے خلاف حسد وبغض کی بجائے احسان مندی اور محبت کے جذبات پیدا کیے ہیں۔ ادھر اسلامی ریاست کے حکمران کو رعایا کے حقوق کے بارے میں اتنا پابند کر دیا کہ راتوں کو گلیوں میں پہریداروں کی طرح گھوم پھر کر خود معلوم کرتے ہیں کہ کوئی شہری پریشان حال تو نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کا وہ مشہور واقعہ کہ جو ماں اپنے بچوں کو بہلانے کے لیے آگ پر پانی رکھ کر بچوں کو چپ کرانے کا بہانہ بنا رہی تھی جب حضرت عمرؓ بیت المال سے خورد ونوش کا سامان لے جا کر اس اماں کے گھر چولہے میں آگ جلا رہے تھے اور وہ عورت روتیاں پکا رہی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے عمر کو کیوں نہیں بتایا کہ تم بیوہ ہو اور تمہارے بچے یتیم ہیں؟ گھر کا کوئی فرد کمانے والا نہیں تو عرب کی اس ان پڑھ عورت نے قیامت تک پوری دنیا میں اسلامی ریاست کا نقشہ پیش کر دیا۔ اُس نے جواباً کہا کہ بھائی اگر عمر کو یہ معلوم نہیں کہ میری حکمرانی میں کونسے بچے یتیم اور کونسی عورتیں بیوہ ہیں تو عمر کو حق خلافت کیسے حاصل ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست اور اسلامی قانون کا جو تصور دنیا کے سامنے رکھا ہے آج مغرب اس سے اپنا معاشرہ سنوار رہا ہے۔ مغربی اقوام یہ اقرار کرنے سے کیوں شرمندگی محسوس کرتی ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں جب پوری دنیا ابھی مطلق العنان بادشاہت کے چنگل میں جکڑی ہوئی تھی تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو (Reformative theory of Low) یعنی اصلاحی نظریہ قانون سے متعارف کرایا۔

آج پورے کرۂ ارضی پر بسنے والے انسان مسلمانوں کے رسول کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے انسانیت کو قانون کا وہ نظریہ دیا جسے آج دنیا بھر کے ممالک اپنائے ہوئے ہیں۔ اس قانون کی بنیاد ہی اس امر پر رکھی گئی ہے کہ ریاست اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ دار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص نے بیت المال سے ایک بوری غلہ چوری کر لیا۔ تفتیش پر معلوم ہوا کہ وہ شخص بھوکا تھا اور اس کے گھر کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی کو خود سفارش کی کہ اس چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں کیونکہ سٹیٹ اپنا فرض پورا کرنے سے قاصر رہی ہے اسے ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری تھی لہٰذا قصوروار حکومت ہے۔ کیا آج دنیا میں اس سے بڑی فلاحی ریاست کا تصور موجود ہے؟

(بقیہ ص:6)

الاستفتاء

زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتب چھپوانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کے ادارے الہدیٰ پبلی کیشنز کی کتابیں مثلاً قرآنی اور مسنون دعائیں، وایاک نستعین اس کے علاوہ اور دیگر کتابیں چھپوانا اور تقسیم کرنا ثواب کی نیت سے کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کی کتابیں اس قابل ہیں کہ تقسیم کی جاسکیں۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل سے جواب دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں اور اس کو اپنے رسالے میں بھی شائع کردیں تاکہ عوام کی بھی اصلاح ہو سکے۔

[سائل: قاری محمد ہلال احمد ربانی]

الجواب بعون الوہاب: صدقات کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرضی (۲) نفلی

(۱) فرضی: فرضی صدقات سے مراد وہ صدقات ہیں جو شریعت کی طرف سے کسی شخص پر فرض کردیے جاتے ہیں۔ ان کی مقدار اور مصارف بھی شریعت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ، عشر، کفارہ وغیرہ، ان میں اپنی طرف سے کمی وبیشی نہیں ہو سکتی۔

(۲) نفلی: نفلی سے مراد وہ صدقات ہیں جو کسی فرد پر شریعت کی طرف سے فرض نہیں کیے گئے بلکہ انسان اپنی مرضی سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے دیتا ہے جسے ہمارے عرف میں خیرات کہا جاتا ہے۔ ان کے مصارف بھی متعین نہیں کیے گئے، ان کے لیے مطلق طور پر کار خیر کا ہونا ضروری ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں فرضی صدقہ (زکوٰۃ) کے آٹھ مصارف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک مصرف فی سبیل اللہ ہے اور لفظ فی سبیل اللہ میں جہاد کے شامل ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس کے عام ہونے پر اختلاف ہے۔ بعض احادیث میں حج اور عمرہ کو فی سبیل اللہ میں داخل کیا گیا ہے۔ جیسے امام ابوداؤدؒ باب العمرہ میں حدیث لائے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کرواؤ، اس کے خاوند نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کرواؤں۔ عورت نے کہا کہ اپنے فلاں اونٹ پر، اس نے جواب دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ (جہاد کے لیے) وقف ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی بیوی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچا کر عرض کی کہ وہ مجھے آپ کی معیت میں حج کروانے کا کہتی ہے لیکن میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر میں اسے آپ کے ساتھ حج کرواسکوں، سوائے اس اونٹ کے جس کو میں فی سبیل اللہ وقف کرچکا ہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ((اما انک لو احججتها علیه کان فی سبیل الله)) اگر تو اسے اسی اونٹ پر حج کروائے (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ یہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔ [ابوداود کتاب المناسك باب العمرة ص 345 رقم الحديث 1990] جو لوگ اسے عام کہتے ہیں ان کے نزدیک اس میں تمام کار خیر داخل ہیں۔ جیسے مردوں کو کفن پہنانا، پل بنانا اور مسجدیں بنانا وغیرہ ہے۔ لیکن پہلی صورت جہاد اور حج وغیرہ کو ہی فی سبیل اللہ سے مراد لینا افضل اور بہتر ہے اور اسی پر جمہور کا اجماع ہے۔

[تفسیر فتح البیان ج3 ص136]

اسی طرح یہی اختلاف تفسیر خازن میں بیان کرنے کے بعد حج اور جہاد کے فی سبیل اللہ میں داخل ہونے پر اجماع بتلاتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا گیا ہے۔ [تفسیر خازن ج2 ص276] شریعت مطہرہ نے شک وشبہ کی صورت میں احتیاطی جانب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے نماز کے دوران رکعات کی تعداد میں شک ہونے کی صورت میں بطور احتیاط یقین پر بنا کرتے ہوئے ایک رکعت اور پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسے ہی احتیاط اسی چیز میں ہے کہ فرضی صدقات میں فی سبیل اللہ سے صرف جہاد اور حج عمرہ کو مراد لیا جائے، جبکہ عام صدقات میں ہر کار خیر شامل ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ کتب اصلاح معاشرہ یا اشاعت اسلام کے لیے مفید ہیں تو انہیں نفلی صدقات میں سے چھپوا کر تقسیم کیا جاسکتا ہے اور اگر ان کتب سے لوگوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح نہ ہوتی ہو بلکہ وہ خرافات اور بدعات کا باعث بنتی ہوں تو انہیں عام صدقات سے بھی چھپوانا شرعاً جائز نہیں مال زکوٰۃ سے اس طرح کتب کا چھپوا کر تقسیم کرنا محل نظر اور مشکوک عمل ہے، اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ مال زکوٰۃ کو اس مد میں خرچ نہ کیا جائے

☆......☆......☆

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 27)

﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِىْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے) کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور حاکم تلاش کروں حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تفصیل سے نازل کی اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں بیشک وہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کی گئی لہٰذا آپ ہرگز شک کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوں (۱۱۴) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی بات صدق اور عدل میں مکمل ہے اس کی باتوں کو تبدیل کرنیوالا کوئی نہیں اور وہ بہتر جاننے اور خوب سننے والا ہے (۱۱۵) اور اگر آپ اہل زمین کی اکثریت کی اطاعت کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے کیونکہ وہ اپنے وہم وگمان کے سوا کسی (اور) کی پیروی نہیں کرتے بلکہ وہ قیاس آرائیاں کرتے ہیں (۱۱۶) یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ (۱۱۷)

مشکل الفاظ کے معانی:

حَكَمًا: منصف — يَخْرُصُوْنَ: وہ قیاس آرائیاں کرتے ہیں

التوضیح:

﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِىْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ مشرکین مکہ نے جب اسلامی تحریک کو مکہ میں شدت پکڑتے دیکھا تو انہوں نے صلح اور سمجھوتے ہی میں اپنی خیر سمجھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ یہود ونصاریٰ دونوں ہی اہل کتاب ہیں اور ان کے بڑے بڑے علماء بھی ہیں کیوں نہ ہم ان میں سے کسی کو ثالث تسلیم کرکے اپنے معاملات کو بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے نمٹا لیں تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین مکہ سے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیں کہ میں کیوں ان لوگوں میں منصف تلاش کروں جنہوں نے شرک وکفر کی حد کردی اور اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی اولاد ٹھہرایا اور اپنی کتابوں میں تحریف کی۔ اب قبول حق سے تہی دامن وہ صرف اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر کفر اختیار کیے ہوئے ہیں۔ میں تو اپنے فیصلے میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کو ہی فیصل تسلیم کروں گا۔ جس نے ایک مفصل اور روشن دلائل پر مشتمل کتاب نازل فرمائی، جس کی حقانیت اور سچائی اہل کتاب سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کیونکہ ان کی کتابیں ان کے انبیاء کی تعلیمات قرآن اور نبوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر منہ بولتا ثبوت ہیں۔

﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر رب تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ مشرکین مکہ اور اہل کتاب اپنی ضد اور تعصب کی بنا پر اگر وحی الٰہی میں شک کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بالکل پرواہ نہ کریں اور یقین رکھیے کہ نجات اور کامیابی احکام باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہونے ہی میں ہے۔

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ اللہ تعالیٰ کی بات حق پر مبنی اور حکم کے اعتبار سے عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ اس کتاب میں توحید ورسالت پر دلائل دیئے جاچکے ہیں جن سے حق وباطل میں فرق کرنا انتہائی آسان ہوگا۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور کمال انداز

ایسا ہے کہ اس کی ہر خبر سچی اور احکام معتدل اور منصفانہ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾ ”بات کے لحاظ سے اللہ سے سچا دوسرا کون ہے؟“ [النساء:122]

﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾ کلام اللہ اور احکام باری تعالیٰ (قرآن مجید) میں تبدیلی، تحریف، اضافہ اور کمی وبیشی کرنا کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ اس کے قوانین اٹل اور فیصلے عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب اچھی طرح دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝﴾ سابقہ اقوام عالم کی تاریخ اور مشاہدہ اس حقیقت کو عیاں کرتا ہے کہ ہر معاشرے میں اہل بصیرت باشعور سلیم الفطرت، بااصول اور اہل حق کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے اور اکثریت جہالت، شرک وکفر اور باطل کی دلدل میں ڈوبی رہی ہے اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسی اکثریت کو بے عقل، جاہل اور ظالم قرار دیا ہے۔ ہر دور میں اکثریت نے صرف اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے محنت کی، حق کو قبول کیا اور نہ ہی غور وفکر کرنے کی زحمت کی، ان کی زندگی کا ایک اہم اصول بھیڑ چال رہا ہے کہ اکثریت کا ساتھ دو، وہ حق پر ہو یا باطل پر۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر اُمت مسلمہ کو ایسے جاہلوں اور بے عقل لوگوں کی ڈگر پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ ان کے عقائد و اعمال، نظریات اور افکار کی بنیاد صرف وہم، گمان اور قیاس پر ہی قائم ہوتی ہے اسی لیے جہالت کا انجام بالآخر ہلاکت کی صورت میں انسان کا مقدر ٹھہرتا ہے۔ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ اہل ایمان کے حق اور ہدایت پر ہونے کے باوجود مشرکین و کفار یہی دعویٰ کرتے رہے کہ ہم حق پر اور مسلمان باطل پر ہیں۔ کفار کے اس من گھڑت دعویٰ کی تردید اور اہل ایمان کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راہ ہدایت سے اعراض کرنے والے اور راہ حق پر استقامت دکھانے والے ہر انسان سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔ اُسے اچھی طرح معلوم ہے کہ کس نے ہدایت کو قبول کیا اور کس نے حسد وبغض، تعصب اور ہٹ دھرمی کی بنا پر حق کا انکار کیا۔

اخذ شدہ مسائل (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے بطور دلیل پیش کیا ہے (۲) اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے کیونکہ سابقہ انبیاء ورسل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت پر بشارتیں بھی دی تھیں (۳) قرآنی دلائل کی اتباع کرنا واجب ہے کیونکہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا۔ جو تمام مخفی امور کو جاننے والی ہے اور اس میں کسی قسم کی زیادتی اور تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

بقیہ: اداریہ

اسلامی قانون آج دنیا بھر کے دساتیر کا ماخذ ومنبع ہے۔ اسی طرح انسان کے بنیادی حقوق کا جو چارٹر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں پیش کیا۔ آج اقوام متحدہ کا چارٹر اٹھا کر دیکھ لیں لفظ بلفظ میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ہے، دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ آج ساری دنیا پکار اٹھتی کہ عرب کے اُمّی نبی نے انسانیت کو جو شرف بخشا ہے۔ آج ساری دنیا انہی کے پھیلائے ہوئے نور سے منور ہے۔ ورنہ کرہ ارضی تو تاریکیوں میں لبریز تھا۔ انسان کو انسان ہونے شرف بخشا ہے تو اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی تعلیمات کی قبولیت کے ڈر سے آج یہود ونصاریٰ ہی نہیں ہندو اور بدھ مت بھی لرزہ براندام ہیں کہ اس پیغمبر پر اُترنے والی کتاب اور اس پیغمبر کی سیرت اور تعلیمات کا جس نے مطالعہ کر لیا وہ ان پر ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پورا مغرب دہائی دے رہا ہے کہ لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ دہشت گرد ہیں، ان پر اُترنے والی کتاب دہشتگردی کی تعلیم دیتی ہے، اس کی اُمت دہشت گرد ہے چودہ سو سال قبل مکے کی گلیوں میں جو شور تھا اس کا کلام نہ سننا یہ جادوگر ہے تمہیں اپنے جادو کی لپیٹ میں لے لے گا۔ شاعر، مجنون کی بجائے آج دہشتگردی کی صدا بلند ہو رہی ہے لیکن جسطرح مکے والوں کے بہتان تار عنکبوت کی طرح بکھرے تھے مغرب کا پروپیگنڈا بھی اسی طرح بے نیل ومرام ہے۔ اسلام 9/11 کے ڈرامے کے بعد تیزی سے ان ممالک میں پھیل رہا ہے، اے کاش! مغرب کے فلاسفر آج برملا اقرار کرتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی رحمۃ للعالمین ہیں اور دنیا بھر کے دستور اور اقوام متحدہ کا بنیادی انسانی حقوق کا چارٹر ان ہی کی تعلیمات سے اخذ کیا گیا ہے۔

☆......☆......☆

محنت تو بکا کرتی ہے مگر غیرت نہیں بکتی

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی...... یارو خیل میانوالی

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ جنگل میں شکار کھیلنے گیا۔ شکار کھیلتے کھیلتے وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور کہیں دور چلا گیا۔ موسم بھی گرم تھا اور پریشانی بھی لاحق تھی۔ بادشاہ کو پیاس کی شدت نے نڈھال کر دیا۔ اسی اثنا میں اس کو ایک جھونپڑی نظر آئی۔ بادشاہ سلامت تیزی سے اس جھونپڑی کی طرف بڑھے، ابھی کچھ فاصلے پر ہی تھے کہ دور سے ایک بڑھیا دکھائی دی۔ بادشاہ نے وہیں سے آواز دیتے ہوئے اس بڑھیا سے پانی کی درخواست کی پیاس سے شکستہ حال شخص کی بوکھلائی ہوئی آواز سے بڑھیا سمجھ گئی، اس نے اپنی پوتی کو آواز دیتے ہوئے کہا کہ اندر الماری سے انار لاؤ اور ان کا رس نچوڑ کر اس پیاسے اجنبی کو پیش کرو۔ بڑھیا کی آواز سن کر ایک حسین وجمیل نوجوان لڑکی چند انار ہاتھ میں تھامے نمودار ہوئی۔ اس نے ایک انار نچوڑا تو اس میں سے جوس کا ایک گلاس نکلا تو اس لڑکی نے بادشاہ کو جوس کا گلاس پیش کیا تو بادشاہ نے جوس نوش فرمایا اور کہا کہ جان میں جان آئی۔ ہوش ٹھکانے آئی تو بادشاہ نے لڑکی کو ایک بار پھر دیکھا اور دل ہی دل میں سوچا کہ ایسی حسین لڑکی کو میرے حرم میں ہونا چاہئے تھا نہ کہ اس جنگل میں۔ دوبارہ پھر قریب سے لڑکی کو دیکھنے کے بہانے اس نے ایک اور گلاس کی فرمائش کی اب لڑکی نے انار نچوڑا تو اس سے بمشکل آدھا گلاس جوس نکلا۔ بادشاہ نے پینے کے بعد بڑھیا سے کہا کہ بوڑھی ماں ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ لڑکی نے پہلے ایک انار نچوڑا تو گلاس بھر گیا، مگر دوسرے انار سے بمشکل آدھا گلاس رس نکلا۔ یہ سن کر وہ مائی بولی "ہم نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ جب کسی ملک کے فرمانروا (بادشاہ) کی نیت میں فتور آجائے تو برکتیں اٹھ جاتی ہیں، شاید ہمارے بادشاہ کی نیت میں کوئی خرابی آگئی ہوگی۔" بادشاہ یہ سن کر بہت پشیمان ہوا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا مگر جنگل میں رہنے والی اس بیچاری مائی کو معلوم ہی نہیں کہ بادشاہ اس کی جھونپڑی میں براجمان ہے اور واقعی اس کی نیت میں فتور بھی آیا ہے پھر اپنے آپ سے دل ہی دل میں ہم کلام ہو کر بولا کہ ایک میری نیت کے اثرات پوری قوم پر مرتب ہو رہے ہیں، کیوں نہ میں اللہ سے معافی مانگ لوں تاکہ بے قصور قوم کو سزا نہ ملے پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور دل ہی دل میں اللہ کے حضور توبہ کا طلبگار رہا اسکے بعد بادشاہ نے ایک اور گلاس کا مطالبہ کیا تو اس بڑھیا نے لڑکی کو ایک اور گلاس پیش کرنے لئے کہا، وہ واقعی نہیں جانتی تھی کہ اس کے روبرو کون بیٹھا ہے؟ لڑکی نے اب جو انار نچوڑا تو گلاس بھر گیا۔ بادشاہ نے پھر حیران ہو کر سوال کیا کہ اب پھر گلاس بھر گیا ہے؟ یہ سن کر وہ سادہ لوح بڑھیا بولی "شاید بادشاہ کی نیت صاف ہوگئی ہو" اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی نیتوں کے اثرات پوری سلطنت پر مرتب ہوا کرتے ہیں وطن عزیز ابتری کا شکار ہے تو حکمرانوں کو اس دردمند حکمران کی طرح ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنی اصلاح کرنی چاہئے تاکہ ان کے کرتوتوں کی سزا کی لپیٹ میں پوری قوم نہ آئے۔ ایک زمیندار اپنے رقبے پر گیا۔ باغات اور کھیتوں کا نظارہ کرتے ہوئے اس کا گزر مزارعہ کی رہائش کے پاس سے ہوا تو ازراہ اخلاق مزارعہ نے اسے کھانے کی دعوت دی۔ زمیندار نے دعوت قبول کر لی اور اس کے غریب خانہ پر تشریف لے گیا، کھانا تیار ہوا تو مزارعہ کی بیٹی کھانا لے کر آئی۔ زمیندار نے غریب کسان کی بیٹی کو بری نگاہ سے دیکھا، غریب کسان نے بھانپ لیا اور برداشت نہ کر سکا، اس کے احساسات کو علامہ اقبال نے اپنے الفاظ میں یوں پیش کیا ؎

محنت تو بکا کرتی ہے غیرت نہیں بکتی
افلاس کا مارا ہوا دہقان پکارا

وہ مزارعہ تھا تو غریب لیکن ایک غیرت مند انسان تھا اس لئے غیرت کا سودا کرنے پر آمادہ ہونے کی بجائے اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقتور کے سامنے پھٹ ہی نہیں پڑا بلکہ اس پر برس بھی پڑا۔ کیا وہ آج کل کے ان حکمرانوں سے کہیں بہتر نہ تھا جو ذرا سا دھمکی آمیز اشارہ پا کر دین، ملت، عزت، غیرت غرض سب کچھ بیچ ڈالنے کو بھی معمولی خیال کرتے ہیں؟؟

آج ہم پدرم سلطان بود کے مصداق اپنے آبا کی غیرت بھری داستانیں اس لئے دہرا رہے ہیں کہ شاید حکام وقت کی غیرت بھی جاگ جائے۔ کوئی ماں پھر سے کسی سلطان ٹیپو کو جنم دے جو اغیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہے کہ: ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے ہمراہ عمرہ کے ارادے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے راستہ روک لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا انہوں نے واپسی میں تاخیر کر دی۔ ادھر کسی مفسد نے افواہ پھیلا دی کہ عثمانؓ کو اہل مکہ نے شہید کر دیا ہے۔ یہ خبر ملنے کی دیر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت جوش میں آ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں 1400 صحابہؓ سے اس بات کی بیعت لی کہ یا تو عثمانؓ کے خون کا بدلہ لے کر جائیں گے یا اس کی خاطر جان کی بازی لگا کر بہشتِ بریں میں اس سے جا ملیں گے۔ وہاں اہل ایمان نے جس ایمانی غیرت وحمیت ایمانی کا مظاہرہ فرمایا اس طرح اگر آج کے حکمران اور عوام کرتے تو دنیا کی ہر سپر پاور کے چھکے چھوٹ جاتے۔

اغیار ایمل کانسی کو ہمارے وطن سے اٹھا کر لے گئے اور اس کی گرن اُڑا دی گئی۔ دنیا میں کہیں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، وہ یہ دیکھ کر اور شیر ہو گئے۔ عافیہ صدیقی کو حبسِ بے جا میں زندگی بھر کے لئے پس دیوار زنداں کر دیا۔ جب اس کے خلاف اٹھنے والی آوازیں بھی صدا بصحرا ٹھہریں تو اپنے ایک خونخوار کتے ریمنڈ یوس کو بحفاظت اپنے ملک میں لے گئے جو کئی مسلمانوں کا خون پی کر دندناتا پھر رہا ہے، یہ ہیں آج دنیا میں انصاف کے علمبردار۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہے: ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔''

آج ہر شخص اپنا راگ الاپ رہا ہے، کسی کو کسی کی فکر نہیں۔ کاش آج عثمان ذوالنورینؓ کے نقش قدم پر چل کر ان جیسی غیرت کا مظاہرہ دکھلائے کہ جب حدیبیہ کے مقام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لینے والوں نے کہا کہ عثمان تمہارے لئے کعبہ کے دروازے کھلے ہیں جا کر طواف کر لو۔ انہوں نے فرمایا: ''یہ بات عثمان کی غیرت کے منافی ہے کہ وہ کعبہ کا اکیلے طواف کرے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چند میل کے فاصلے موجود ہوں۔''

یہ غیرت ہی کا تقاضا تھا کہ جب سہیل سردار قریش نے کہا'' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن پر تجھے مان ہے یہ آن کی آن میں تجھے تنہا چھوڑ جائیں گے'' تو جواب میں جناب صدیق بولے ''او سہیل تو جا اور جا کر اپنی عزیٰ کی شرمگاہ کو چاٹ، ہم تجھے اپنے قائد پر قربان ہو کر دکھلائیں گے۔

غیرت کا یہی تقاضا تھا کہ جب اسی سہیل کے اصرار واعتراض پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ کی ابتدا میں لکھے گئے۔ الفاظ ''محمد رسول اللہ'' کو کاٹ دینے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے ''حضور یہ کافر نہیں مانتا تو نہ مانے، پر میں آپ کو رسول اللہ مانتا ہوں میری غیرت مجھے یہ الفاظ کاٹنے کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار کہنے پر بھی علیؓ یہ الفاظ کاٹنے پر راضی نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی قلم مجھے پکڑاؤ اور بتاؤ کہاں لکھا ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے خود مٹا دیا۔ اسی غیرت کے نتیجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے آپ کو حق کے ساتھ نہیں بھیجا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں'' تو پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اتنی نرم شرائط پر صلح کیوں؟ جبکہ عمر رضی اللہ عنہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے پر ہی خاموش ہوئے ورنہ تلواریں تو نیاموں سے نکل ہی چکی تھیں۔

تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو رو سیاہی

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے محبت

ابوثوران محمد سلیمان شاکر

کرۂ ارضی پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی وہ نفوس قدسیات ہیں جن کو عظمت وفضیلت سے نوازا گیا۔ جن کی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاؤں کے تذکرے قرآنی اسلوب بیان اور جن کی پاکیزہ ادائیں آیات بینات کا مظہر ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تفکرات اور عالم حقیقت کی سطحوں کو یکجا کر کے فیضان الٰہی کے مہبط بن گئے اور دنیاوی حقائق جب ان پر منکشف ہوئے تو یہ سلیم الفطرت ہستیاں حصول رضائے الٰہی کے لئے دنیا ومافیھا کا سودا کرنے کیلئے تیار ہوگئیں۔ زمانے بھر کی مصلحتوں اور مفادات کو اعتراف حقیقت کی ٹھوکر سے روند کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے اطاعت کو زیب تن کرنے والوں کے ایمان کو اللہ نے معیار حق بنا کر خراج تحسین سے نوازا۔ کل تک قدیلہ کے میدان میں جن کے باپ ان کی کمر پر کوڑے برساتے، آج ان کی موافقت اور تائید میں جبرائیل امین علیہ السلام قرآن حکیم کی آیات لے کر اترتے اور شرف صحابیت سے سرشار ہو کر لسان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اس سرٹیفکیٹ کے متحمل بنے ((ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه)) ''بیشک اللہ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔'' [صحیح ابن حبان: رقم الحدیث 2184]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں پر اسلام کی نظر کیمیا براہ راست پڑی۔ احکام شریعہ کے وہ اولین مخاطب ٹھہرے اور نسبت رسولی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اقوام عالم میں ممتاز اور تا قیامت مسلمانوں کے لئے استقامت وعزیمت کی تعبیر بن گئے۔ قرآن کریم نے انہیں الراشدون ٥ فائزون ٥ مفلحون ٥ مھتدون ٥ اور الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر کے القابات سے سرشار فرمایا۔

قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتب سماوی میں بھی ان کی تمثیلات حسنہ کے گوہر نایاب بکھیرے گئے۔

تورات وانجیل جن کی شان اقدس میں مدح سرا ہوئیں۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحمآء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورۃ ومثلھم فی الانجیل﴾ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں نرمی رکھنے والے تو دیکھ ان کو رکوع وسجود کرتے ہیں تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی رضا ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان نظر آتے ہیں یہ وہ لوگ جن کی مثالیں تورات و انجیل میں پائی جاتی ہیں۔ [الفتح: 29]

آیت مبارکہ میں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طبیعت مبارکہ کا وہ امتیازی وصف الحب للہ والبغض فی اللہ اور نیتوں کی پاکیزگی کا مظہر بیان کیا گیا وہاں ﴿الله نور السموت والارض﴾ کا یہ پیغام تصویر صحابہؓ کا عکاس بھی ہے کہ عبادات کی مستقل مزاجی اور خشوع وخضوع کی رقت سے ان کے چہروں پر آثار للٰہیت ثبت ہوگئے۔

دراصل چہرۂ انسانیت ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے چہروں پر عبادت الٰہی کا نور چمکتا تھا اور ان کے بے مثل کردار کے نقوش قرطاس تورات وانجیل پہ منقش کردیئے گئے۔ انجیل کی کتاب استثناء باب 33 کی آیت 2 اور 3 میں صحابہ کرامؓ کے لئے سند امتیاز مرقوم ہے: ''نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے قدوسی ہوں گے۔''

رحماء بینھم ایک ایسی خصلت ہے جس سے تمام صحابہ کرامؓ

متصف تھے اور ہمدردی کا عالم یہ کہ سیدنا خالد بن ولیدؓ کو ایک جنگ کے دوران امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے معذول کر کے سیدنا ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سالار جنگ مقرر فرما دیا' اتفاق ایسا کہ قاصد یہ پیغام لے کر عین اس وقت میدان جنگ میں پہنچا جب طویل معرکہ آرائی کے بعد فتح قریب پہنچ چکی تھی اور فیصلہ افواج اسلامیہ کے حق میں ہونے والا تھا۔ جب یہ فرمان حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تک پہنچا تو آپ سپہ سالاری کا جھنڈا اپنے ہاتھ لے کر فتح کا سارا کریڈٹ حاصل کر سکتے تھے مگر رحماء بینھم کی بولتی تصویروں کا حوصلہ دیکھیں کہ وہ اس فرمان امیر المومنین کو مخفی رکھ کر برابر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ماتحت لڑتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوگئی' یہ تو دنیا میں چلتی سانسوں کے ساتھ باہمی پیار کا عالم تھا مگر جنگ یرموک میں رحماء بینھم کی ایسی بے نظیر مثال سامنے آئی جو چشم فلک نے شائد آج تک نہ دیکھی ہو۔

حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں میرا ایک عزیز بھی لڑائی میں شریک تھا جب شام ہوئی اور ہر طرف سے زخمیوں کے کراہنے کی آواز آنے لگی تو میں اپنے اس بھائی کی تلاش میں پانی لے کر نکلا مجھے ایک جگہ وہ پانی کی التجا کرتا نظر آ گیا میں نے فی الفور پانی اس تک پہنچایا ابھی وہ پینے ہی والا تھا کہ قریب سے ایک اور زخمی کی آواز آئی اس نے کہا پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلاؤ' میں جب اس کے پاس پانی لے کر پہنچا تو قریب تھا کہ وہ اپنی تڑپتی جان کو پانی سے تسکین دیتا قریب سے ایک اور کراہتی آواز بلند ہوئی کہ ہے کوئی پانی پلانے والا؟ اس صحابیؓ نے بھی پانی چھوڑ دیا کہ پہلے میرے اس بھائی کو پلاؤ' حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ جب تیسرے شخص کے پاس پہنچے تو وہ جام شہادت نوش کر چکا تھا آپ پچھلے کے پاس لپکے تو وہ بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرما چکے تھے آپؓ پہلے صحابیؓ کی طرف دوڑے مگر وہ بھی رحماء بینھم کی عملی تفسیر پیش فرما کر جام کوثر پینے جنت کو سدھار چکے تھے۔ اخوت و ہمدردی اور ایثار و یگانگت بالعموم صحابہ کرامؓ کی عادت مبارکہ تھی اور بالخصوص خلفاء الراشدینؓ کہ سنت طیبہ کے بعد جن کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے جن کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین)) "میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑلو۔" [سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4607]

یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جو ایک دوسرے کی خاطر ہر چیز قربان کرنے والے اور محبت ومودت کے موتی لٹانے والے۔ مگر تاریخ اسلام کچھ ایسے مکروہ چہرے بھی بے نقاب کر چکی ہے جو ان چار یاروںؓ کے باہمی تعلقات ورشتہ داریاں اور الفت وہمدردی کی روشن حقیقتوں سے چشم پوشی کر کے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی عقیدت ومحبت کا لبادۂ کذب اوڑھ کر شیخین کریمین حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما اور داماد پیغمبرؐ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے تقدس کو پامال کرنے کی سعیٔ ناپاک کرتے ہوئے جہنم کا سودا کرتے ہیں

سطور ذیل میں ہم ان شاء اللہ براہین مصدقہ سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی اصحاب ثلاثہؓ سے محبت اور رشتہ داریوں کا تذکرہ کریں گے تاکہ یہ ثابت ہو سکے صحابہ کرامؓ کی شان اقدس میں گستاخی کے مرتکبین کا حضرت علیؓ سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے محبت

بالترتیب اس ضمن میں اول الذکر وہ ہستی مبارکہ ہیں جن کی توقیر وتائید میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تاریخی الفاظ مینارۂ عظمت بن گئے' فرمان عظیم ہے "افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکرؓ" انبیاء کرامؑ کے بعد انسانوں میں حضرت ابوبکرؓ سب سے بلند مرتبے والے ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ کی ذات اقدس جملہ صحابہ کرامؓ سے اس لئے بھی ممتاز ہے کہ آپؓ کے صاحب پیغمبرؐ ہونے کی گواہی قرآن نے دی ہے اسی لئے بعض علماء کے نزدیک اگر کوئی شخص حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ باقی تمام صحابہؓ کے شرف صحبت کا انکار کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا مگر کوئی شخص اگر یہ کہے کہ ابوبکرؓ صاحب پیغمبرؐ نہیں ہیں تو وہ کافر ہوگا کیونکہ قرآن نے "اذ یقول لصاحبه" کہا ہے۔ [اسد الغابہ 209/3]

سیدنا علی المرتضیٰؓ آپ سے محبت کو اپنی محبت اور ایمان کی گواہی فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ کا ارشاد گرامی ہے: "خیر الناس بعد رسول

اللہ ﷺ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما "لا یجتمع حبی وبغض ابوبکر و عمرؓ فی قلب مومن" [اخرجہ الطبرانی فی الاوسط تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ صفحہ 51]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہترین انسان ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں کسی بھی مومن کے دل میں میری محبت اور ان کی عداوت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اسی فرمان کی روشنی میں امام جعفر صادقؒ نے اپنا فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا "جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا منکر ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں" [اسد الغابہ 209/3 بستان صحابہ صفحہ 29]

حضرت علی المرتضیٰؓ کی جناب صدیق اکبرؓ سے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی بدستور قائم رہی حضرت عقبہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز عصر پڑھا کر باہر نکلے حضرت حسن بن علیؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت صدیق اکبرؓ نے لپک کر انہیں اٹھایا اور اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور محبت سے فرمایا "میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی صورت نبی کریم ﷺ سے ملتی ہے علیؓ سے نہیں ملتی" یعنی آپؓ ان الفاظ سے اپنی محبت کا اظہار فرما رہے تھے وعلی یضحک اور حضرت علیؓ مسکراہٹوں کے پھول نچھاور فرما کر صدیق اکبرؓ کی محبت کا جواب دے رہے تھے۔

[صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبی]

جی ہاں! یہ جناب علی المرتضیٰؓ کی خلیفہ اسلام سے محبت ہی تھی جس کا جواب جناب صدیق اکبرؓ ان الفاظ میں دیا کرتے "ارقبوا محمدا ﷺ فی اهل بیته" لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت آپ کے اہل بیتؓ کی محبت میں تلاش کرو (فضائل اصحاب النبیؐ: باب مناقب حسنینؓ) بلکہ فتح الباری جلد 8 کے صفحہ 80 پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت نقل فرمائی ہے کہ اے لوگو! اہل بیتؓ (کی توقیر وعصمت) کی حفاظت کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جناب علیؓ اس قدر محبت فرماتے کہ جب آپؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھا۔ پھر بیٹا پیدا ہوا تو فرمایا محمد کے بعد اس کائنات میں اگر نام رکھا جا سکتا ہے تو وہ "ابوبکر" ہی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ سے محبت

حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ اول کی طرح سیدنا عمر فاروقؓ سے بھی بے انتہا عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے آخری ایام میں خلیفہ کی تقرری کے لئے صحابہ کرامؓ سے مشاورت فرمائی تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے مجمع عام میں فرمایا "اے ابوبکرؓ! ہم آئندہ خلیفہ کے لئے حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی پر راضی نہ ہوں گے۔" [اسد الغابہ 70/4 تاریخ الخلفاء صفحہ 72 الصواعق المحرقہ صفحہ 54]

سیدنا فاروق اعظمؓ اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو زکوۃ میں آئے سرکاری اونٹوں کے اندراج کی غرض سے اپنے ساتھ لے گئے وہاں جا کر دونوں صاحبوں کو تو سایہ دار جگہ میں بٹھا دیا اور خود کڑی دھوپ میں کھڑے ہو کر انہیں اونٹوں کی نشانیاں لکھواتے جا رہے تھے حضرت علیؓ محبت وعقیدت سے جناب عمرؓ کی طرف دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے عثمانؓ! قرآن پاک میں جو فرمان ہے ﴿یابت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین﴾ پھر حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ﴿هذا القوی الامین﴾ [تاریخ طبری 271/3]

حضرت ابوبکرؓ کے باب میں ہم جناب علیؓ کے وہ تاریخی الفاظ نقل کر چکے ہیں جو امام سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء کے ص 51 پر نوٹ فرمائے ہیں: ((خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما "لا یجتمع حبی وبغض ابوبکر و عمرؓ فی قلب مومن)) (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ صفحہ 51) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہترین انسان ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں کسی بھی مومن کے دل میں میری محبت اور ان کی عداوت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اسی محبت میں آپؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی "عمر" رکھا اور 17 ہجری میں اسی محبت وعقیدت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے جناب علیؓ نے اپنی لخت جگر سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح 40000 درہم کے عوض حضرت عمر فاروقؓ سے فرما دیا۔

حضرت عثمان ذوالنورین سے محبت

حضرت علی المرتضیٰؓ شیخین کریمین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کی طرح سیدنا عثمانؓ سے بھی بے پناہ محبت فرماتے' ان کی نسبت سے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی ''عثمان'' رکھا قدم قدم پہ ان کے صدق و وفا کی گواہی دیتے۔ ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں سورۃ الانبیاء کی اس آیت کو تلاوت فرمایا ﴿ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون﴾ ''نیکیوں میں سبقت لے جانے والے جہنم سے دور ہٹا دیئے گئے'' اس آیت کو تلاوت فرما کر آپؓ نے فرمایا ''عثمان منھم'' ان خوش نصیبوں میں ہی حضرت عثمانؓ ہیں۔

[مصنف ابن ابی شیبہ: 52/12' رقم الحدیث 32043]

کسی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے جناب عثمانؓ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیسے شخص تھے تو انہوں نے فرمایا اس کا جواب میرے بابا علی المرتضیٰؓ ہی دیں گے' حضرت علیؓ نے فرمایا عثمانؓ تو اس آیت کی تفسیر تھے ﴿وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین o﴾ [المائدہ: 93]

آپؓ حضرت عثمانؓ کو اس قدر عزیز رکھتے کہ جب انہیں شہادت سے قبل گھر میں نظر بند کر دیا گیا تو آپؓ نے اپنے دونوں شہزادے حسنؓ و حسینؓ ان کے دروازے پر بطور چوکیدار متعین فرما دیئے' خود ان کے لئے پانی کی کوشش بھی فرمائی مگر بلوائیوں نے پانی راستے میں روک لیا اور آپؓ نے اپنی پگڑی حضرت عثمانؓ کے گھر میں بطور گواہی پھینکی کہ عثمانؓ میں مجبور ہوں۔ جب مظلوم کائنات سیدنا عثمانؓ کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا تو حضرت علیؓ نے غم و غصے سے دونوں بیٹوں کے منہ پر طمانچے مارے کہ تمہارے ہوتے وہ لوگ تمہارے خالو محترم کو شہید کر گئے' امام احمد بن حنبلؒ لکھتے ہیں کہ شہادت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ اکثر و بیشتر آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے ((اللھم انی ابرا الیک من دم عثمان)) اے اللہ! میں عثمانؓ کے خون سے تیری طرف اپنی براءت کو پیش کرتا ہوں۔

[فضائل صحابہؓ: 452/1 رقم 727]

سطور بالا کی روشنی میں یہ حقیقت آشکار ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ اخوت و ہمدردی کی عملی تفسیر اور بالخصوص خلفائے رشد و وفا اس کی روشن تعبیر تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان کی عظمت و منقبت پر سر تسلیم خم کر کے محبت کے دریا بہائے اور یہ حقیقت اظہر من الشمس واضح ہوگئی کہ ان کا آپس میں کوئی بغض و عداوت نہیں۔ اللہ ہمیں صحابہؓ کے باہمی پیار و الفت پر یقین محکم نصیب فرما کر تکمیل ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: بھولی بسری یادیں

(2) امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے باب ما یذکر فی الفخذ ج ا ص ۵۳ فخذ عربی میں ران کو کہتے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل ہے یا نہیں؟ یہ اشکال اکثر ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا ایک مرتبہ خواب میں حضرت روپڑیؒ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ اس مسئلہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور جرہد بن جحش ہیں۔ ان سے مروی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے کیونکہ اس روایت میں ھذا احوط عندی کے لفظ ہیں۔ یہ لفظ امام بخاریؒ کے ہیں جبکہ ایک دوسری حدیث میں حضرت انسؓ سے مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل نہیں۔ عام حالات میں بعض دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران اتفاقاً برہنہ ہو جاتی تھی اور حضرت انسؓ کی روایت سنداً بھی جرہد کی روایت سے قوی ہے۔

حافظ محدث روپڑیؒ نے جواباً فرمایا کہ حضرت انسؓ کی روایت سے جو ثابت ہوتا ہے وہی معتبر ہے کہ ران ستر میں شامل نہیں۔ لیکن میرا وجدان حضرت جرہد کی روایت کی طرف مائل ہے، اگرچہ حضرت انسؓ کی حدیث میں قوی سند سے ران کا ستر میں شامل نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اس کے چھپانے میں احتیاط ہے تاکہ ہم اختلاف سے نکل جائیں کیونکہ حتی نخرج من اختلافھم امام بخاریؒ کا یہی فتویٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ روپڑی خاندان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

روپڑی خاندان کا ایک ستارا اور ٹوٹ گیا

مولانا لیاقت علی باجوہ

صداقت کے محاذوں پر رہا تو ڈٹ کر روپڑیؒ
تیرے احساس کے شعلے نے سب کے خون کو گرمایا
محاذ دین وملت پر ابھی تیری ضرورت تھی
یہ چپکے سے چلے جانے کا راستہ کس نے بتلایا

موت سے کسی کو بھی مفر نہیں، یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جو کسی لحہ بھی انسان کو دامن گیر ہو سکتی ہے۔ پچھلے سال 30 دسمبر 2012ء کو مجتہد العصر مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بھتیجے اور حافظ عبدالرحمٰن روپڑیؒ کے بیٹے اور حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حافظ محمد جاوید روپڑیؒ، حافظ عبدالوحید روپڑی، حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے چچازاد بھائی جامع مسجد رحمانی جے بلاک ماڈل ٹاؤن کے متولی حافظ محمد صالح روپڑیؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ دسمبر ہی کے مہینے میں یعنی 23 دسمبر بروز سوموار 2013ء کو روپڑی خاندان کا ایک اور ستارہ بھی ہم سے جدا ہو گیا۔ میری مراد حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے صاحبزادے، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے چچازاد بھائی رئیس الجامعہ حافظ محمد جاوید روپڑی تقریباً 80 سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔

ایک ایک کر کے ستاروں کی طرح ڈوب گئے
ہائے کیا لوگ مرے حلقہ احباب میں تھے

حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کی ساری زندگی خدمات اسلام اور اسلام کے دفاع میں گزری ہے، آپ عمل کے لحاظ سے بھی بہت اچھے انسان تھے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ کاروبار کرتے وہ آپ کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔

بقول شاعر

نقوش پا تو مٹ جاتے ہیں لیکن قافلے والے
سلوک راہ نما و راہ زن کو یاد رکھتے ہیں

حافظ صاحب مرحومؒ میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہوتیں جبکہ آپ کی تربیت آپ کے والد محترم حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے کی تھی۔ جن کے متعلق ان کے لائق ترین شاگرد شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی کہتے ہیں کہ:

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ محدث بھی تھے، مبلغ بھی تھے، مشفق اُستاد بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی قرآن وحدیث کی اشاعت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اشاعت حدیث کی طرف ان کی رغبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہم (حافظ ثناء اللہ مدنی) نے مشکوٰۃ کی تکمیل ان (حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ) سے رات 8 بجے کی۔ مزید کہتے ہیں کہ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے ہماری بنیادیں اس حد تک مضبوط اور پختہ کیں کہ سارا سارا دن ہمیں حدیث کا سبق پڑھاتے رہتے۔ ان کی عادت تھی کہ کھانا ایک وقت کھاتے تھے اور زیادہ تر روزے رکھتے تھے۔ جب ہم ان کو بس پر بٹھانے کے لیے آتے تو راستے میں بھی ہم سے ابواب الصرف سنتے جاتے تھے۔ لوگ ان کے گھر ماڈل ٹاؤن میں بھی مسائل پوچھنے کے لیے چلے جاتے تھے۔

آپ جب مسجد قدس میں آکر پڑھانے کے لیے بیٹھ جاتے تو پھر اُٹھنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ بعض اوقات ہم (طلباء) تھک جاتے تھے لیکن ان کے چہرہ پر تھکاوٹ کے آثار نہ ہوتے۔ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کتابیں کم پڑھاتے تھے لیکن مسائل پر بحث استدلال اور استنباط زیادہ کرتے اور سمجھاتے تھے۔ بالخصوص صحیح بخاری شریف انہوں نے بہت محنت سے پڑھائی تھی۔ آپ طلباء سے کہا کرتے تھے کہ جب تک تم تین گھنٹے صحیح بخاری کا مطالعہ نہ کر لو میرے پاس پڑھنے کے لیے نہ آیا کرو۔ بعض دفعہ 6 سات گھنٹے تک پڑھاتے رہتے تھے، حافظ محدث روپڑیؒ جب صحیح بخاری پڑھاتے تو ان کی محفل میں ہم طلبہ کے علاوہ کئی علماء بھی آکر استفادہ کرتے تھے۔ ان کے پڑھانے کا انداز بہت خوبصورت تھا۔ آپ محنت، محبت اور یکسوئی سے

پڑھاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی محفل میں بیٹھ کر دل کی دنیا بدل جاتی تھی، جب انہوں نے مشکوٰۃ پڑھائی تو مجھے یوں لگتا تھا جیسے یہ کتاب مجھے قرآن مجید کی طرح حفظ ہو گئی ہو۔ آج جب میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ واقعتاً اپنے وقت کے محدث تھے۔ اسی زمانے میں محدث روپڑیؒ نے مشکوٰۃ کی شرح لکھنا شروع کی۔ جس کا نام مظہر النکاۃ فی شرح المشکوٰۃ تھا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ لکھواتے اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ لکھتے تھے اس شرح میں انہوں نے وہ نکات ذکر کیے ہیں جو کسی دوسری شرح میں نہیں ہیں

نوٹ: حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب کا یہ انٹرویو "ماہنامہ ضیائے حدیث" کی جلد ۲۳ شمارہ ۱۱ میں موجود ہے، انٹرویو پڑھنے کے لائق ہے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یہ سارا کچھ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جس بزرگ ہستی نے اپنے شاگردوں کی تربیت احسن انداز سے کی ہے اُس نے اپنے بیٹے حافظ محمد جاوید روپڑی کی تربیت کس قدر احسن انداز سے کی ہوگی۔ حافظ محمد جاوید روپڑیؒ نے اپنے آباء کی قائم کردہ دینی درسگاہ "جامعہ اہلحدیث لاہور" کو بہترین انداز میں چلایا ہی نہیں بلکہ سعودی یونیورسٹیوں کے ساتھ الحاق اور ان میں داخلے کے سنہری مواقع بھی طلبہ کو مہیا کیے ہیں۔

اقبالؒ کے الفاظ میں

نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پُرسوز
یہی ہے رخت سفر کارواں کے لیے
ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بڑھاپے کی وجہ سے تقریباً بیمار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ جن سے محبت کرتے ہیں انہیں آزماتے بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ "جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ رکھتا ہے اُسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں [بخاری: 5645]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ جس مسلمان کو بیماری یا اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے اس کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔ [مسلم: 2571] اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس مسلمان کو کوئی تھکاوٹ، درد، فکر، تکلیف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ [بخاری: 5641-5642]

الغرض بڑھاپا ایسا عارضہ ہے جو دن بدن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ کیونکہ

یہ دنیا عجب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

بالآخر وہ وقت آن پہنچا جس سے کسی کو بھی مفر نہیں جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام﴾

نہیں یاں کسی کو ثبات و بقا
اک شے کو اک دن ہے آخر فنا
نہیں اس میں کچھ فرق نیک و بد
کسی کو نہیں زندگانی ابد
جو آیا ہے وہ اک دن جائے گا
وہاں جا کے اپنا کیا پائے گا
ولی اس میں ہو یا کہ ہوئے نبی
ہر ایک کے موت پیچھے لگی
ثبات و بقا ذات باری کو ہے
وہی اک ہے جو اکیلا ہے

حافظ محمد جاوید روپڑی مرحوم کی نماز جنازہ کی امامت کے فرائض شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی نے انجام دیئے اور آپ کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

یہ اجنبی سی منزلیں اور رفتگاں کی یاد
تنہائیوں کا زہر ہے اور ہم ہیں دوستو
آنکھوں میں اُڑ رہی ہے لٹی محفلوں کی دھول
عبرت سرائے دہر ہے اور ہم ہیں دوستو

بھولی بسری یادیں

مولانا عنایت اللہ امین......مدرس دار الحدیث راجووال

قدرت کاملہ کا اصول اور قانون ہے جو بھی اس دنیا فانی میں آیا وہ یہاں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ زندگی گزارنے کے بعد خالق حقیقی کے پیغامِ اجل کو قبول کر کے دنیا فانی سے رخصت ہوگا۔ لیکن بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے چلے جانے سے اس فانی دنیا میں پیدا ہونے والا خلا کبھی پُر نہیں ہوتا اور ان نفوس قدسیہ کی حیثیت ایک جماعت کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اپنی مختصر زندگی میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ پوری جماعتیں ایسے کام کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم آف راجووالوی تھے۔ مولانا کی ذات خود ایک جماعت اور انجمن تھی۔ ساری زندگی دین حنیف کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ آپ نے ایک جنگل اور شرک و بدعت کے دلدادہ علاقے میں توحید و سنت کا چشمہ ''جامعہ کمالیہ دار الحدیث'' کے نام سے جاری کیا جس نے پورے علاقے کو توحید و سنت سے سیراب کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس چشمہ توحید و سنت کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین

یہ مضمون مولانا مرحوم نے اپنی زندگی میں مولانا عنایت اللہ امین سے لکھوایا تھا، جس میں مولانا مرحوم کی حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سے عقیدت و محبت اور تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ اسے عامۃ الناس کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ [حافظ عبدالوہاب روپڑی]

حال ہی میں قاری عبدالستار کے واسطے سے ''روپڑی علمائے حدیث'' کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جو کہ مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی جدید کاوش ہے۔ یقیناً بھٹی صاحب کی علماءِ سلف و داعیان دین سے عقیدت و محبت قابل تحسین ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوشِ جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور اُخروی نجات کا سبب بنائے۔ اس کتاب کے مطالعے سے یقیناً بڑی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ جب میری نظر اس کتاب کے ص 114 تا ص 140 میں محدث روپڑیؒ کے پہلے دوسرے اور تیسرے حج پر پڑی تو شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور روپڑی خاندان کے مابین دیرینہ تعلق کی یادیں ذہن میں مچلنے لگیں۔ دل نے مجبور کیا کہ عند ذکر الابرار تنزل الرحمۃ۔ المرء مع من احب اور احب الصالحین ولست منہم کے مسرور کن مژدہ میں شرکت کے لیے ان یادوں کو شامل تحریر کیا جائے۔ چنانچہ آیئے اس گلستان کی چند لمحے سیر کرتے ہیں۔

حضرت محدث روپڑیؒ کے تیسرے حج 1962ء بمطابق 1381ھ میں اس مبارک سفر میں روپڑیؒ کے ایک لائق شاگرد کا تذکرہ بھی قابل مطالعہ ہے وہ مولانا محمد یوسفؒ ہیں۔ مولانا محمد یوسفؒ اس سفر کی روداد بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ سفر دوسرا حج بدل کا تھا۔ اتفاق سے کراچی ایئرپورٹ میں محدث روپڑیؒ ملاقات ہوگئی، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بھی شریک سفر تھے، چنانچہ محدث روپڑیؒ کی معیت میں کراچی حاجی کیمپ میں 8 دن 8 دن بحری جہاز میں اور بیت اللہ شریف میں 4 ماہ اکٹھے رہنے کا موقع ملا۔

مولانا یوسف صاحبؒ اپنے ہمراہ حدیث کی کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' لے گئے اور راستہ میں بڑے حافظ صاحب سے بہت علمی استفادہ کیا۔ چونکہ سعودی علماء بھی محدث روپڑیؒ کے علم کے معترف تھے چنانچہ سعودی حکومت نے علمی مراسم کی بنیاد پر حافظ صاحب کو کثیر تعداد میں کتب حدیث بھی عنایت کیں۔ خود حافظ صاحب تو سعودی حکومت کی دعوت پر

وہاں ٹھہر گئے اور اپنے رفقاءِ سفر کی ڈیوٹی لگائی کہ یہ کتب آپ نے واپس لاہور جامع قدس میں پہنچانی ہیں۔ جن میں سے سترہ پیٹیاں کتب مولانا یوسف مرحومؒ نے اُن کی امانت ان کے گھر پہنچائیں اور پیٹی کا وزن اڑھائی من تھا۔ اُس وقت سے تاہنوز یہ تعلق قائم ہے اور ان شاء اللہ قائم رہے گا۔

منظر اسلام میں حافظ عبداللہ روپڑی اور مولانا محمد یوسف

روپڑی خاندان اور مولانا محمد یوسفؒ کے درمیان قربت ومحبت میں یہ سفر بڑی وسعت اختیار کر گیا۔ چنانچہ طرفین سے باہمی محبت ویگانگت دین حق کی اشاعت کے لیے بڑی مفید ثابت ہوئی۔ بایں وجہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے علاقہ راجووال میں ہر ماہ میں چار دن فی سبیل اللہ تبلیغ کے لیے وقف کر دیے۔ چنانچہ مولانا یوسفؒ نے کئی سال راجووال کے قرب وجوار میں تبلیغی سلسلہ جاری رکھا۔ اسی طرح مولانا صاحبؒ اور حضرت حافظ صاحبؒ بابا فریدالدینؒ کے عرس والے ایام میں پاکپتن میں کانفرنس منعقد کرتے اور حافظ روپڑیؒ کی معیت میں مولانا مرحوم تین دن وہاں قیام کرتے اور عوام الناس کو وعظ ونصیحت کرتے جس سے مسلک اہلحدیث کو بہت فائدہ ہوا۔

دعائے قنوت میں مفرد [illegible] الفاظ [illegible]

مولانا یوسف صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مجھے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے خود سنایا تھا کہ ایک دفعہ مولانا عبدالرحمان مبارکپوریؒ مصنف تحفۃ الاحوذی لاہور چینیانوالی میں تشریف لائے۔ اُس وقت چینیانوالی کے خطیب سید داؤد غزنویؒ تھے۔ مبارکپوریؒ اور غزنویؒ علماء کے بہت مراسم تھے۔ اس مجلس میں روپڑی خاندان کے بڑے حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بھی موجود تھے۔ چونکہ روپڑی غزنویوں کے شاگرد ہیں اس لیے مجلسوں میں بڑی بے تکلفی ہوتی تھی۔ علمی مسائل پر گفتگو چل نکلی۔ دورانِ گفتگو دعاء قنوت کا تذکرہ بھی ہوا۔ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے مولانا مبارکپوری صاحب مرحوم سے سوال کیا کہ دعائے قنوت مفرد الفاظ میں پڑھنی صحیح ہے یا جمع کے الفاظ سے، کیونکہ غرباء اہلحدیث کے امام حافظ عبدالستار دہلویؒ نے اپنی کتاب "ہدایت النبی" میں اللھم اھدنی مفرد الفاظ سے نقل کی ہے۔ اُن کا فیصلہ یہ ہے کہ جمع کے الفاظ سے دعائے قنوت پڑھنی ثابت نہیں، یہ امام صاحب میرے بھی اُستاد ہیں تو مبارکپوریؒ نے جواب دیا کہ جمع کے الفاظ بیہقی میں موجود ہیں لہٰذا دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ [بیہقی ج ۲ ص ۲۱۰ کتاب الصلوٰۃ باب دعاء قنوت راوی عبداللہ بن عباسؓ]

محدث روپڑی سے متعلق مولانا یوسف صاحب مرحوم [illegible] خواب

(1) یہ خواب مسائل شرعیہ اور اساتذہ سے مولانا کی محبت، قلبی تعلق اور ذوق مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ نہایت خوب صورت شکل ولباس میں مجھے محدث روپڑیؒ خواب میں ملے۔ حافظ صاحبؒ کے ساتھ چھ آدمی اور بھی ہیں جن میں حافظ ثناء اللہ مدنی بھی شامل ہیں۔ یہ خواب جمعرات کو دیکھا۔ صبح جمعے کا خطبہ حضرت محدث روپڑیؒ نے دینا تھا۔ حافظ صاحبؒ نے فرمایا محمد یوسف ہم چھ آدمی ہیں، ہمارے کھانے کا انتظام کرو، مولانا نے فرمایا: میں نے بخوشی یہ حکم قبول کیا اور ساتھ یہ مسئلہ بھی دریافت کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جمعہ کے روز کچھ فرشتے قبل از خطبہ دفتر لے کر مسجد میں حاضر ہوتے ہیں اور درجہ بدرجہ آنے والوں کی حاضری درج کرتے ہیں اور جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر خطبہ سنتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے۔ باب الاستماع الی الخطبۃ ج ا ص ۱۲۷ وہاں حدیث کے لفظ ہیں ثم طووا صحفھم جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر سے آنے والوں کی حاضری فرشتے درج نہیں کرتے وہ اس عدم اندراج سے نامراد ہیں یا ثواب سے طووا صحفھم کا کیا مطلب ہے؟ محدث روپڑیؒ نے فرمایا اس کا مطلب ہے کہ روزمرہ کے فرشتے کراما کاتبین اور ہیں اور جمعے کے اور ہیں۔ جمعہ کے دن جو فرشتے حاضر ہوتے ہیں وہ ایک خاص جماعت ہے جو صرف جمعہ کے دن ہی حاضر ہوتے ہیں لہٰذا خطبہ شروع ہونے کے بعد میں آنے والوں کی حاضری کا اندراج وہ نہیں کرتے بلکہ عام فرشتے کراما کاتبین کرتے ہیں اور تاخیر سے آنے والوں کی فرض ادائیگی ہوتی ہے جمعہ کے خصوصی انعام وثواب سے وہ محروم رہتے ہیں۔ [بقیہ ص: 12]

جماعتی خبریں

جماعت اہلحدیث میر محمد کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس

جماعت اہل حدیث میر محمد کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس 17 جنوری 2014ء بروز جمعۃ المبارک کو جامع مسجد "البلاغ" "اہلحدیث المعروف حافظ محمد یحیٰی عزیز میر محمدیؒ والی میں منعقد ہوا۔ جس میں محقق العصر شیخ الحدیث حافظ زبیر علی زئی، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووالویؒ، حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس میں موجود حاضرین حافظ محمد طارق عزیز میر محمدی، قاری محمد اسلم، قاری محمود احمد، حاجی عبدالرحمن، قاری عبدالشکور، قاری محمد زبیر، چوہدری فیصل بھٹی، محمد اقبال بھٹی، طارق محمود بھٹی، فہیم بھٹی ودیگر نے مرحومین کی دینی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان رہنماؤں کی وفات جماعت اہلحدیث پاکستان اور مسلک اہلحدیث کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سانحہ پر ہم شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمن، پروفیسر عبیدالرحمن محسن اور حافظ محمد زبیر علی زئیؒ کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [منجانب: وقار عظیم بھٹی میر محمدی 0300-4184081]

میلاد کے نام پر زیب وآرائش کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں: سلیمان شاکر

ربیع الاول سیرت طیبہ کے تناظر میں ہمیں اپنے کردار کی تعمیر کی دعوت دیتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب مولانا محمد سلیمان شاکر نے 16 جنوری بعد از نماز عصر جامعہ اہلحدیث لاہور میں درس قرآن کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جشن عید میلاد کے نام پر بازاروں کو سجانا افسوس ناک امر ہے۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے تھے محبت کے دعوے کرنے والے نام نہاد عاشق رسول اس دن کو عید کا نام دے کر شریعت محمدی کی تکمیل کا مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں۔ اسلام مکمل اور اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ دین ہے اس میں کسی کمی وبیشی کی اجازت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے کہا کہ پیٹ پرست مولوی دین اسلام میں تخریب کاری نہ کریں اور عوام الناس کو بازاروں میں جھنڈیاں لگانے کی بجائے انہیں اپنے چہروں پر سنت رسول (داڑھی) رکھنے کی ترغیب دلائیں، یہ بھی محبت کا ایک بنیادی تقاضا ہے۔

صوبائی امیر پنجاب جناب میاں سلیم شاہد کا دورہ

مورخہ 14 جنوری بروز منگل امیر جماعت اہلحدیث پنجاب میاں محمد سلیم شاہد نے مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی گوجرانوالہ کا دورہ کیا۔ جہاں ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر اور ضلعی امیر مولانا غازی عباس ضیاء اور دیگر احباب سے جماعتی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ بعدازاں امیر محترم کی قیادت میں جماعت اہلحدیث کا ایک وفد مولانا احسان الحق شہباز سے ملاقات کرنے "جامعہ نصر العلوم" عالم چوک پہنچا۔ جماعت اہلحدیث کے رہنماؤں نے مولانا احسان الحق شہباز کے والدگرامی مولانا محمد حسینؒ کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت بھی کی۔

دعائے مغفرت

مورخہ 13 جنوری 2014ء بروز سوموار مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی گوجرانوالہ کے مؤذن اور خادم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا محمد سلیمان شاکر نے پڑھائی، نماز جنازہ میں اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین [شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث پنجاب]

مولانا محمد یوسفؒ کی غائبانہ نماز جنازہ

جماعت اہلحدیث بھومن شاہ کے زیر اہتمام شیخ الحدیث مولانا محمد یوسفؒ کی وفات حسرت آیات پر ایک تعزیتی اجلاس ہوا، جس میں ان کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس میں موجود حاضرین کا کہنا تھا کہ ایسے ولی اللہ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور ایسی شخصیات کی جدائی کا غم بھی مدتوں تک رہتا ہے۔ بعدازاں ان کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔
[منجانب: مولانا محمد صدیق خطیب بھومن شاہ، حویلی لکھا ضلع اوکاڑا]

دعائے صحت کی پُرزور اپیل

حافظ عبدالحنان آف فیصل آباد کو گذشتہ دنوں اپنے گھر کی سیڑھیوں سے گر گئے تھے اور انہیں کافی چوٹیں لگی ہیں وہ صاحب فراش ہیں۔ تمام قارئین کرام خصوصی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین

[ادارہ]

مدرسہ دارالقران والحدیث جامعہ مسجد رحمانیہ اہلحدیث بلی کروالی ضلع مظفر گڑھ میں

24 جنوری 2014

خطبہ جمعۃ المبارک کا

روپڑی خاندان کے چشم و چراغ

حضرت مولانا

حافظ عبدالوحید روپڑی صاحب

سرپرست جماعت اہل حدیث پاکستان

ارشاد فرمائیں گے

مدرسہ دارالقران والحدیث جامعہ مسجد رحمانیہ اہلحدیث

حافظ عبدالکریم مدیر

03006734548

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL. E. HADITH
تنظیم اہلحدیث
C.P.L-104
فون مدیر اعلی 042-36581025
فون مدیر مسئول 042-35854010

یاحی — اللہ احد — یاقیوم

عقیدہ توحید سمجھانے، اس کے فوائد بتلانے اور شرک کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لئے

مہذّب اور نہایت پُرامن مظاہرہ

لاہور پریس کلب 02 فروری بروز اتوار بعد از نمازِ ظہر 1:30 بجے

آپ جانتے ہیں کہ پاکستان "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ" کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ" کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت میں سب سے پہلے قیام، رکوع اور سجود آتے ہیں۔ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رکوع اور سجدہ کرنا جائز نہیں لیکن ان پڑھ لوگ وطن عزیز میں بزرگوں کی قبروں کو رکوع اور سجدے کرتے دکھائی دیتے ہیں حالانکہ یہ سب سے بڑا گناہ اور شرک ہے شرک کے گناہ اور نقصانات سے آگاہ کرنے کے لئے تحریک دعوتِ توحید کے زیر اہتمام پُرامن مظاہرہ کیا جارہا ہے عقیدہ توحید سے حقیقی محبت رکھنے والوں سے شرکت کی اپیل ہے۔

نوٹ مظاہرے کا مقصد اپنی پہچان اور قوت کا اظہار نہیں اور نہ کسی فرقے کی مخالفت کرنا ہے اس لیے مظاہرہ مہذب اور نہایت پُرامن ہوگا۔

❁ مولانا قاضی محمد یونس انور ❁ حافظ عبدالغفار روپڑی ❁ مولانا محمد نعیم بٹ ❁ علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری
❁ مولانا سیف اللہ خالد قصوری ❁ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر ❁ مولانا شمشاد سلفی مرکزی ❁ حافظ عبدالوہاب روپڑی
❁ حافظ طارق محمود یزدانی ❁ حافظ محمد طیب ❁ قاری عزیز الرحمٰن توحیدی ❁ مولانا کاشف منظور

کلمہ طیبہ پڑھتے آئیں
درود شریف پڑھتے جائیں

میاں محمد جمیل
کنوینر تحریک دعوتِ توحید پاکستان
0333-4566379/042-35417233